سیرت النبی ﷺ
کا مطالعہ کیسے کریں؟
مؤلف
سید اظہار اشرف جیلانی
ناشر
مسکن سادات پبلی کیشنز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقل رب زدني علما

فہرست

پیشِ لفظ

ہر قسم کی تعریف اس عظیم خالقِ کائنات، پروردگارِ عالم کے لئے ہیں جس نے انسان کے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی کو پسند فرمایا، جس نے انسان کو ایک لمحہ بھی کسی اعلیٰ (کامیابی والے) راستے سے بے خبر نہیں رکھا بلکہ انسان کو ہر قسم کے حالات وواقعات سے آگاہی عطا فرما کر بے شمار کامیابیوں والے راستوں کی طرف متوجہ کیا۔ علم کی صورت میں ہر شیئے کے بارے میں کثیر معلومات سے نوازا تاکہ انسان اپنے اشرف المخلوقات ہونے کو بآسانی سمجھ کر اس مقام پر ہونے کا حق ادا کر سکے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے پسند فرمایا ہے۔ وہ عظیم خالق ومالک جانتا ہے کہ انسان کے لئے اس دنیا میں بہت سی رُکاوٹیں موجود ہیں وہ کہیں نہ کہیں اپنی کمزوری کی وجہ سے اُن سے اُلجھ کر اپنی حقیقت کو بھول سکتا ہے تو اُس پروردگارِ عالم نے ہر انسان میں بہت سی عظیم سے عظیم صلاحیتیں پیدا فرمادیں تاکہ انسان اُن تمام صلاحیتوں کو جان کر اُن سے کام لینے کی ہر ممکن کوشش کر سکے اور ساتھ ہی انسان کے لئے پہلے دن سے ہی اپنے احکامات بھیج کر اس فانی دنیا کی حقیقت کو واضح کر دیا تاکہ انسان اس میں کسی بھی قسم کی رُکاوٹ سے غافل نہ رہے اور اپنی صلاحیتوں کو سیدھے راستے پر استعمال کرتے ہوئے زندگی کے ایک ایک لمحے کو اچھے سے گزار کر آخرت کی دائمی اور شان والی زندگی حاصل کر سکے، یہاں پر بھی اُس خالق نے صرف ہدایت آسمانی پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اُن صلاحیتوں کو اچھے سے استعمال کرنے کے بے شمار طریقے سیکھائے اور اپنے مقرب بندوں کو نبوت عطا فرما کر انسانوں کے درمیان بھیجا جنہوں نے انسان کو اُن صلاحیتوں کا اچھے سے استعمال کرنا سیکھایا تاریخ گواہ ہے کہ جیسے ہی انسان نے ان صلاحیتوں کو اچھے سے استعمال کرنے کی کوشش کی تو اِن صلاحیتوں نے انسان کو کہاں سے کہاں پہنچادیا، ربُ العالمین نے انسان کو دی ہوئی اِن صلاحیتوں کو بہت سے کمالات سے نوازا ہے، جب جہاں پر بھی انسان اِن صلاحیتوں کو اچھے سے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اپنے حسن کو ظاہر کرنا شروع کر دیتی ہیں اِن صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے بہترین سے بہترین طریقے انبیاء علیہم السلام کی

سیرت کے ذریعہ انسان تک پہنچائے۔ مختلف ادوار میں انسان کے غافل ہونے کی صورت میں اِنہوں نے انسان کو ہدایت کی طرف لانے کی بے شمار کوششیں کیں، انسان کو اُس کی تمام کمزوریوں سے آگاہ کرکے اُسے دنیا کے مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا سیکھایا اور انسان کو ہر قسم کی تباہی سے بچایا۔ بہت سے انسانوں نے انبیاء علیہم السلام کی اتباع کی اور بہت سے غفلت کا شکار ہو کر تباہ اور برباد ہو گئے، ختم ہو گئے، عبرت کا نشان بنا دیے گئے۔

وہ خالق و مالک انسان سے کتنی محبت کرتا ہے اس کا اندازا اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اُس نے انسان کو ایک لحہ بھی اپنی رحمت سے محروم نہیں رکھا بلکہ اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ مقدسہ کے ذریعہ زندگی کے جامع اور مکمل اُصول انسان تک پہنچا دیے۔ جن سے دنیا کا ہر انسان فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ہر قسم کے حالات کا سامنا کیا اور رہتی دنیا تک کے لئے جامع تعلیمات تمام انسانیت کے لئے پیش کر دیں۔ اُنہوں نے دنیا کی ہر تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرنا سیکھایا اور انسان کے لئے بہترین سے بہترین زندگی گزارنے کے طریقے پیش کر دیے ۔اپنی تعلیمات کے ذریعہ خالق کی تمام تر دی ہوئیں صلاحیتوں کا اچھے سے اچھا استعمال کرنا سیکھایا تا کہ انسان کے لئے دنیا کے کوئی بھی حالات کسی بھی قسم کی رُکاوٹ پیدا نہیں کر سکیں۔ انسان دنیا میں جہاں بھی رہتا ہو جس مقام پر بھی زندگی گزارتا ہو اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو اپناتے ہوئے زندگی گزارتا ہے تو پھر اُسے دنیا کی کوئی بھی مشکل مشکل نہیں لگتی، وہ ہر تکلیف سے مقابلہ کرنا جان جاتا ہے، ہر پریشانی کے ساتھ جینے کے طریقے کو سمجھ لیتا ہے اور اپنی پریشیوں سے بہت سی آسانیاں سمیٹ کر اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا لیتا ہے۔

ربِ کائنات، پروردگارِ عالم نے انسان کو اِن تمام عظمتوں اور فضیلتوں کے ساتھ ساتھ اپنی بے شمار برکتیں بھی نعمتوں کی صورت میں عطا فرمائی ہیں اور یہ وہی جان سکتا ہے جو اپنی صلاحیتوں کو اچھے سے استعمال کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ جب سے اُس عظیم خالق نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر اِس دنیا

میں بھیجا اُس وقت سے لیکر آج تک انسان بے شمار نعمتوں کا مشاہدہ کر چکا ہے اور یہ جان چکا ہے کہ یہ تمام نعمتیں اُسی کے لئے ہی پیدا کیں گئیں ہیں، انسان کے لئے لاتعداد نعمتوں کا بھی ظہور اُس وقت سے جاری ہے قیامت تک جاری رہے گا لیکن اِن تمام نعمتوں سے حقیقتاً وہی لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہے جو اپنی صلاحیتوں کو اچھے سے استعمال کرنا جانتے ہو اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ سے ہی ممکن ہے۔ یہ ایسا راستہ ہے جو کبھی بھی انسان کو بھٹکنے نہیں دیتا اور انسان کو انسانی کمزوریوں کی وجہ سے کسی عیب کی طرف جانے دیتا ہے بلکہ انسان کی خصلتوں کو اُبھارتا ہے، انسان کی خاصیتوں میں نکھار پیدا کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کو جاننے، ماننے، ان کی سیرتِ مبارکہ کی اتباع کرنے والوں کو کبھی بھی کسی دورے انسان کی سیرت کو اپنانے کی ضرورت نہیں پڑھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ کے ماننے والے کسی دوسری شخصیت کو نہیں پڑھتے بلکہ وہ دنیا کی ہر کامیاب شخصیت کا مطالعہ کرتے ہیں، وہ اچھائی کی تعریف بھی کرتے ہیں اور اچھا عمل کرنے والے کا ادب و احترام بھی کرتے ہیں، لیکن اس سے متاثر نہیں ہوتے کیونکہ وہ پہلے ہی سب کچھ حضور ﷺ کی سیرتِ مبارکہ سے حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ دنیا کی تمام بہترین سے بہترین شخصیات میں نمایہ اور جامع تعمیری پہلو صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ہی ظاہر ہوتے ہے، جو دنیا کے ہر انسان کے لئے بہت آسان ہیں، بشرطیکہ وہ آپ ﷺ کی ذات سے بغض و حسد نہیں رکھتا ہو۔

خالق کائنات نے اس دنیا میں انسان کے لئے اپنی صلاحیتوں کو اچھے سے استعمال کرنے کے بے شمار مواقع بھی پیدا فرمائے ہیں لیکن انسان صرف اپنی قوم پرستی کی وجہ سے اپنی صلاحیتوں کا اچھے سے استعمال یقینی نہیں بنا پاتا، اپنے اندر سے تعصب و حسد جیسی خطرناک بیماری کا علاج کرنے کے بجائے حضور ﷺ کی طرف عیب کی نسبت کو ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس سے آپ ﷺ نے ذاتِ مبارکہ میں کوئی بھی کمزوری آج تک ظاہر نہیں ہو سکی۔ ہاں جس نے ایسا کیا وہ خود ضرور تباہ و برباد ہی ہوا۔ نہ دنیا حاصل کر سکا اور نہ ہی آخرت میں اپنا ٹھکانہ اچھی جگہ بنا سکا۔ دنیا اور

آخرت دونوں میں اُس نے کچھ نہیں پایا۔ ایسے شخص کا اس دنیا میں آنے کا کیا فائدہ تو بحیثیت انسان ہم سب پر لازم ہے کہ ہم حضور سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت مبارکہ کو اپنانے کا حق ادا کر سکیں۔

تاریخ انسانی کے طویل سلسلے کے مطالعے اور جائزے کے بعد یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ (یعنی بہترین) صفات ہی تمام انسانیت کے لئے (بلا تخصیص زمان و مکان) اسوہ حسنہ اور کامل و جامع نمونہ ہے، جس کی اتباع و تقلید اور اس سے استفادہ و فیضیابی ہی افراد کی تعمیر سیرت، کردار سازی اور اقوام و ملل کی دینی و دنیوی صلاح و فلاح کی تنہا ضامن، مسائل حیات اور زندگی کی گوناگوں مشکلات کا واحد حل، قیام امن و مساوات کا واحد لائحہ عمل، اخلاقی و روحانی، سیاسی و معاشرتی، اقتصادی و تمدنی، ترقی کا کامیاب ذریعہ و وسیلہ اور مجموعی طور پر بہترین نظامِ زندگی، کامل دستورِ حیات اور انسانیت کے لئے "سفینہ نجات" ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ انسان کے اندر جن صلاحیتوں کو نکھارتی ہے اُن میں سے چند اہم صلاحیتوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ انسان اب تک جتنا اس دنیا کا مشاہدہ کر چکا ہے اور کر رہا ہے یا پھر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے انسان کو کچھ اہم صلاحیتوں کی طرف متوجہ ہونا ہو گا، جن سے انسان نے پہلے بھی بہت سی کامیابیاں حاصل کیں ہیں اور یقین ہے آگے کی منزلوں پر بھی یہ صلاحیتیں انسان کو بہت کچھ حاصل کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کریں گی۔ اُن میں سے ایک صلاحیت "پڑھنا" "لکھنا" ہے اسی عمل سے انسان نے اپنے لئے علم کو محفوظ کیا، اپنے تاریخی کو محفوظ کیا ہے، اور جب یہ صلاحیتیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے سائے میں تربیت پانے لگیں تو پھر دنیا نے اِن کے اندر وہ حسن کمال دیکھا جو آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ایسے ایسے کردار کا ظہور ہوا جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے فائدے کا سبب ہے۔ جب ہم پڑھنے کی بات کرتے ہیں تو پڑھنے کے لئے جو ایک اور لفظ استعمال کیا جاتا ہے، وہ "مطالعہ" ہے۔ مطالعہ ایک ایسی صلاحیت ہے جس سے انسان بہت سی معلومات حاصل کرتا ہے، انسانی شعور کی اچھے سے نشو نما ہوتی ہے، انسانی سوچ میں

وسعت پیدا ہوتی ہے اور جب اس مطالعہ کا تعلق سیرت نبی ﷺ سے ہو جائے تو اچھی معلومات اور اچھے کردار سے اخلاقی تعمیر کے ذریعہ انسان اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

آج ہمارے اکثر اسکولز، کالج، یونیورسٹیوں کی کتابیں صرف ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے پڑھائی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے کے اکثر افراد اصلاحِ تعمیر شخصیت کا اہم موقع بڑے آرام سے ضائع کر رہے ہیں، المیہ یہ ہے کہ ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہے، اسی لئے ہمارے معاشرے میں ترقی نظر نہیں آتی، کسی کے سہارے سے آگر بڑھ جانا، محنت نہ کرنا، بیٹھ کر کھانا، موقع ملے تو دوسروں کا حق مار کر اپنی دولت، عزت، شہورت میں اضافہ کرنے سے کسی نہ بھی کامیابی حاصل نہیں کی ہے بلکہ دن رات کی محنت سے اپنی صلاحیتوں کی نکھار پیدا کر کے ہی ممکن ہوا ہے۔

دنیا کی تمام ترقی یافتہ قومیں یہ جان چکیں ہیں کہ انسان کی ترقی صرف اور صرف اپنی صلاحیتوں کو اچھے سے استعمال کرنے سے ہی ممکن ہے اور اس کا سب سے آسان اور احسن طریقہ سیرت رسول ﷺ کے علاوہ اور کوئی ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا۔ آج دنیا میں جتنے بھی علوم و فنون میں ترقی کی بنیادیں نظر آتی ہے وہ سب "سیرت رسول عربی ﷺ" سے ہی اخذ کیے گئیں ہیں جو غیر مسلم نام بدل بدل کر اپنی اصلاح کے لئے استعمال کر رہے ہیں، دنیاوی ترقی اور اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے تحقیق (Research) کرتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں لیکن مسلمان "سیرت رسول ﷺ" سے بے خبر اور لاعلم ہیں۔ اسی لئے مسلمانوں کے لئے سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے۔

سیرت رسول اللہ ﷺ کا مطالعہ آج بھی جب غیر مسلموں کو دنیا کو فائدہ دے سکتا ہے تو اس سے مسلمانوں کو دنیا اور آخرت میں کتنا فائدہ ہو گا، انسانی کردار میں کیسے کیسے کمالات پیدا ہو جائیں گے۔ اس کا اندازا کوئی نہیں لگا سکتا۔

اس کتابچہ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ مطالعہ سیرت النبی ﷺ کی اصل اہمیت کو واضح کیا جائے تا کہ آپ بآسانی یہ سمجھ سکیں کہ سیرت طیبہ ﷺ تمام انسانیت کے لئے کتنی ضروری ہے اور اِس میں سے کیا کیا رہنمائی ہم حاصل کی جاسکتے ہیں۔

اللہ رب العزت ہمارے لئے اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان کر دے۔

آمین

طالب علم و فضل

سید محمد اظہار اشرف جیلانی

سیرت کیا ہے؟

سیرت اکثر انسان کے کردارو، اخلاق اوررویوں کے مجموعے کو کہاجاتاہے بالخصوص جو اخلاص کے ساتھ ہو، سیرت سے انسان کا حسن ظاہر ہو تا ہے جس کی وجہ سے انسان معاشرہ میں کوئی نہ کوئی مقام حاصل کرلیتاہے۔

سیرت کے معنیٰ ومفاہم:

سیرت کو اپنے فہم کے اِدراک تک پہنچانے سے پہلے اس کے معنی و مفاہم کو جاننا بہت ضروری سمجھتے ہے۔ یہ لفظ اردواور فارسی میں "سیرت" اور عربی میں "السیرۃ" استعمال ہو تا ہے۔ اس کا مادہ (س، ی، ر) ہے۔

یہ (باب ضرب یضرب) اس میں دواحتمال ہیں: یہ سارَ یسیر سے مصدر بھی بنتاہے، اوراس صورت میں اس کا معنیٰ ہو تا ہے:

سار یسیرسیرًاوسیرۃًومسیرۃً.

(ابوالفضل بلیلاوی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص:410، مطبع مجلس نشریات اسلام کراچی، 1992ء)

"چلنا، راستہ لینا، رویہ یا طریقہ اختیار کرنا، روانہ ہونا، عمل پیرا ہونا۔

امام الاصفہانیؒ اس کی اورع وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

السیرۃ: الحالة التی یکون علیھا الانسان وغیرہ غریزیاً کان اومکتسباً

(المفردات فی غریب القرآن، امامبالراغب الأصفہانی (المتوفی: 502ھ)، ج: 1، ص:433، مطبوعہ: دار القلم، الدار الشامیة، دمشق بیروت، 1412 ھ)

ترجمہ: سیرت سے مراد وہ حالت ہے جس پر انسان قائم ہو، چاہے وہ طبعی و غیر اختیاری (قدرتی) ہو یا چاہے وہ کسب کی گئی ہو۔

سیرت کے لغوی معنیٰ چال چلن طور طریقہ کے ہیں، یہ لفظ صاحب سیرت کے پورے احوالِ زندگی پر بولا جاتا ہے۔ عموماً یہ لفظ کسی خاص شخصیت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے جس کی زندگی معاشرے میں

انقلاب پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہو یا پھر انسان کے کسی بھی کامیابی کی راہ سے آشناہی دلاتی ہو یا پھر کچھ ایسے طریقے سیکھاتی ہو جن سے انسان کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کر سکتا ہوں۔اسی لئے مؤرخین، محققین، مصلحین دنیا کے سب سے بڑے اور عظیم انسان جن کی زندگی کا ایک ایک گوشہ انسان کے لئے ہدایت، کامیابی، علم کی عظیم بلندی کا اہم اور بنیادی جُز ہے۔انسان کی ہر تربیتی اور تعمیری پہلو اس کے اندر موجود ہے۔انسان کے اس دنیا میں آنے کے بعد پہلے سانس سے آخری سانس تک کی تمام رہنمائیاں مثالوں کی صورت میں اس میں موجود ہے۔یہ صحابہ کرام کا تمام انسانیت اور بالخصوص اُمت کے ایک ایک شخص پر خاص احسان ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ کے ایک ایک لمحے کو اس لئے محفوظ کیا کہ آپ ﷺ کے اس دنیا میں آنے کا اور اللہ تعالیٰ کے اپنے ہر بندے کو کامیابی اور ہدایت کے راستے پر چلانے کا ایک ایک منظر واضح ہو جائے۔ مفسرین اور محدثین نے بھی اس کام میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہوئے نا صرف حضور ﷺ کے سیرت طیبہ کو اپنایا بلکہ کتابی صورت میں بہترین سے بہترین قلم نگاری کے ذریعہ بہت سی کتابیں مرتب کیں ہیں، جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:

خصائص کبریٰ۔امام جلال الدین سیوطی

سیرۃ النبی۔امام حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر

فقہا کے نزدیک سیرت کا یہ وسیع مفہوم نہیں بلکہ جہاد اور غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے کفار و مشرکین کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے وہ اس کو بھی سیرت سے تعبیر کرتے ہیں، جس کی جمع سیر ہے، حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔

جَمْعُ سِيرَةٍ وَأُطْلِقَ ذَلِكَ عَلَى أَبْوَابِ الْجِهَادِ لِأَنَّهَا مُتَلَقَّاةٌ مِنْ أَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَوَاتِهِ(ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج:۶، ص:۴، مطبوعة: دار المعرفة، بیروت، لبنان، 1379ھ)

ترجمہ: سِیَر لفظ سیرت کی جمع ہے اوراس کا اطلاق جہادابواب پر ہوتا ہے، کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ان حالات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو غزوات میں پیش آئے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم:

اس سے قبل سیرت کے لغوی معنی میں بیان ہوچکا کہ سیر کے معنی چلنے، پھرنے اور سفر کرنے کے ہیں، اسی مناسبت سے یہ لفظ پہلے پہل جہاد و غزوات کیلئے استعمال ہونے لگا کیونکہ جہاد غزوات میں سفر اور انتقال مکان ہوا کرتا تھا۔

ڈاکٹر عبد الصمد لکھتے ہیں:

اصطلاحی مفہوم میں سیرت رسول ﷺ کے شمائل، اخلاق، عادات، روش اور مغازی وغیرہ کو کہتے ہیں۔(ڈاکٹر عبد الصمد، سیرت نبوی ﷺ اور سیرت نگاری کا خصوصی مطالعہ، مطبوعہ: یونیورسل پبلیشرز، کراچی، پاکستان، ص:11)

یہاں ہم نے معنی، مفاہم اوراس کی اصطلاح کے ذریعہ یہ جانا کہ سیرت کسے کہتے ہیں اور انسانی معاشرے میں اس کو کس طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کی تدوین کا باقائدہ آغاز:

کتب سیرت ومغازی کی تدوین کا باقاعدہ آغاز اگر چہ حضرت عمر بن عبد العزیز(م ۱۰۱ھ /۷۱۹ء) کے زمانہ میں ہوا۔ لیکن اس کے ابتدائی نقوش اس عہد سے پہلے بھی ملتے ہیں۔ اولین کتب سیرت کے باقاعدہ مولفین مثلاً محمد بن اسحاق (۱۵۰ھ /۷۶۷ء) اور ان کے نعاصرین سے پہلے ہمیں

تابعین اور تبع تابعین میں بعض علماء کے نام ملتے ہیں۔ جنہوں نے مغازی و سیر کے باقاعدہ مجموعے تالیف کئے اور اگرچہ وہ مجموعے امتدادِ زمانہ سے تلف ہو گئے۔ لیکن انکے حوالے بعد کے مولفین کی کتب سیرت میں جابجا نظر آتے ہیں۔ ان میں اباب بن عثمان بن عثمام (م ۱۰۰ھ / ۷۱۸ء)، عروہ بن زبیر (م ۹۴ھ / ۷۱۲ء)، شرحبیل بن سعد، وہب بن منبہ (م ۱۱۴ھ / ۷۳۲ء)، عبداللہ بن ابی بکر، عاصم بن رمر قتادہ (۱۲۱ھ / ۷۳۸ء) ابن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ / ۷۴۱ء)، ابو اسود محمد بن عبدالرحمٰن، ابو معمر سلیمان بن طرخان (م ۱۴۳ھ / ۷۶۰ء)، معمر بن راشد (م ۱۵۲ھ / ۷۶۹ء) ابو معشر السندھی (م ۱۷۰ھ / ۷۸۶ء) اور موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ) کے نام پیش پیش ہیں)

سیرتِ نبوی ﷺ کے ماٰخذ و مصادر:

اس کا پہلا لاریب فیہ ماخذ قرآنِ کریم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب میں فرمایا تھا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ (قرآن آپ کا اخلاق تھا)۔

ان کا یہ تاریخی اور قیامت تک باقی رہنے والا جملہ تقاریروں میں دُہرایا تو بہت گیا اور اب بھی دُہرایا جاتا ہے، لیکن یہ نہیں سمجھا گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس جملے میں دراصل قرآن کریم کو سیرتِ نبوی ﷺ کا پہلا ماخذ قرار دیا تھا۔ قرآن کریم سے سیرتِ نبوی ﷺ مرتب کرنے کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر قرآنِ کریم میں ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبہ ۹:۱۲۸)

ترجمہ: تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آچکا ہے، جس پر تمہارا ہلاکت میں پڑنا بہت شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری فلاح کا حریص اور اہلِ ایمان کے لیے سراپا شفقت و رحمت ہے۔

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے اخلاق و کردار کا جو چمن پُر بہار لہک رہا ہے، اگر قرآن، صحیح احادیث اور سیرت و سوانح کی مستند روایات کی روشنی میں اس کی تصویر کشی کی جائے تو اس کے لیے ایک

کتابچے کی ضخامت بھی کافی نہ ہو گی۔ ایک طرف اس سے (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾)(ہم نے آپ ﷺ کو دُنیاوالوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(الانبیاء۱۰۷:۲۱) کے مفہوم پر روشنی پڑتی ہے اور دوسری طرف اس میں اہلِ ایمان کے لیے اس شفقت و رحمت کا اظہار ہے جو رحمتِ الٰہی کا مظہر ہے۔ یہاں صرف چند اشارات بیان کیے جا رہے ہیں:

پہلی بات یہ کہی گئی ہے کہ تمہارے پاس تم ہی میں سے جو رسول ﷺ آیا ہے اس پر تمہارا ہلاکت میں پڑنا اور نقصان اُٹھانا بہت شاق ہے۔ وہ تمہیں ہر اس چیز سے بچانا چاہتا ہے جو تمہارے دُنیوی و اُخروی نقصان و ہلاکت کا سبب بنے۔ اس کی جدوجہد اس لیے ہے کہ تم دُنیا اور بالخصوص آخرت کی ہلاکت سے محفوظ رہو۔

دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ وہ تمہارے ایمان کا، تمہاری بھلائی کا اور تمہاری فلاح دارین کا حریص ہے۔ وہ اپنے لیے تم سے کچھ نہیں مانگتا بلکہ تمہاری نجات و فلاح کے لیے اپنی جان کھپا رہا ہے۔

تیسری بات خاص طور پر مسلمانوں سے یہ کہی گئی ہے کہ وہ ان کے لیے رؤف و رحیم اور سراپا شفقت و رحمت ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ رؤف میں دفع شر (بُرائی کو مٹانے) کا اور رحیم میں جلبِ خیر (بھلائی کے حصول) کا پہلو غالب ہے۔ یعنی وہ اہلِ ایمان سے ہر طرح کے شر کو دُور کرنا چاہتا ہے اور اِن کے لیے ہر طرح کی خیر کا خواہاں ہے۔ وہ انہیں دُنیا میں مامون و محفوظ اور آخرت میں کامیاب و کامران دیکھنا چاہتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاق و کردار کے اِن تین کوزوں میں تین سمندر بند ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ خود اس پاک ذات نے آپ ﷺ کے خلقِ عظیم کی شہادت دی ہے جس نے آپ ﷺ کو روشن چراغ بنا کر مبعوث کیا تھا: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (القلم ۶۸:۴)

"اور بے شک آپ ﷺ اخلاق کے بڑے مرتبہ پر ہیں"۔

سیرت کا دوسرا ماخذ صحیح احادیث ہیں۔ قرآنِ کریم کے بعد مستند و معتبر ہونے کے لحاظ سے صحیح احادیث کا دوسرا درجہ ہے کیونکہ احادیث کے راویوں کی جتنی چھان پھٹک کی گئی ہے وہ سیرت و سوانح

کے راویوں کی نہیں کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم کے بعد صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موٴطاامام مالک صحیح ترین کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ سیرت وسوانح کی روایات صحیح احادیث کے مقابلے میں نہیں لائی جاسکتیں۔ جہاں تک سیرتِ نبوی ﷺ کے دوسرے حصے، یعنی دین اسلام اور اس کی تعلیمات کا تعلق ہے اس میں تو صحیح احادیث کے دوسرے ماخذ ہونے میں کوئی شبہہ ہے ہی نہیں اور میرے خیال میں جس حصے کا تعلق آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے ہے اس میں بھی صحیح احادیث کو سیرت وسوانح کی روایات پر فوقیت حاصل ہے۔

حضور ﷺ کی تمام باتیں محفوظ کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہم مسلمانوں تک پہنچا دیں۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ کی شجاعت ودلیری سے متعلق ایک حدیث پڑھیے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَاجِعًا، وَقَدْ سَبَقَهُمْ اِلَى الصَّوْتِ، وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ فِيْ عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا،لَمْ تُرَاعُوْا قَالَ: وَجَدْنَاهُ بَحْرًا اَوْ اِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّاءُ

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعۃ، حدیث ۶۰۰۶)

رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں میں بہترین تھے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔ ایک رات اہلِ مدینہ کسی آواز کی وجہ سے دہشت زدہ ہوگئے۔ کچھ لوگ دریافت حال کے لیے آواز کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ واپس ہوتے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ دریافتِ حال کے لیے ان لوگوں سے پہلے آواز کی طرف جاچکے تھے۔ آپ ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور گلے میں تلوار حمائل (لٹکی ہوئی) تھی اور آپ ﷺ فرمارہے تھے: ڈرو نہیں، ڈرو نہیں (ڈر کی کوئی بات نہیں ہے) میں دیکھ آیا ہو اور ابو طلحہ کے

گھوڑے کے بارے میں جو اپنی چُست رفتاری کے لیے مشہور تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو دریا پایا، یہ کہ وہ دریا ہی ہے۔

تیسرا ماخذ سیرت اور سوانح کی کتابیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت و سوانح پر دُنیا کی ہر زبان میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، لکھی جارہی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ اوّلاً چونکہ یہ کتابیں عربی زبان میں لکھی گئی ہیں، اس لیے ان کتابوں کے اصل ماخذ وہی ہیں۔ ان میں "سیرت ابن ہشام" اور "علامہ ابن قیم" کی (زادالمعاد) کا خاص طور پر مطالعہ کرنا چاہیے۔ مطالعہ سیرت کے لیے اُردو میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن میں درج ذیل مستند، مفصل اور اہم ہیں:

ضیاء النبی ﷺ "جو پیر محمد کرم شاہ الازہری نے لکھی ہے، مصادر سیت نبوی ﷺ جو ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے لکھی ہے "محسنِ انسانیت ﷺ" جو نعیم صدیقی نے لکھی ہے، "حیاتِ طیبہ ﷺ" جو مولانا ابو سلیم عبدالحی نے لکھی ہے اور "الرحیق المختوم" مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری نے لکھی ہے وغیرہ۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا چوتھا ماخذ تاریخِ عالم کی کتابیں ہیں۔ ہماری رائے میں اگر اسی ترتیب سے سیرت کا مطالعہ کیا جائے، تو یہ سب سے زیادہ مستند اور معتبر طریقہ ہو گا، مثلاً قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کے بارے میں کوئی بات کہی گئی ہے وہ کامل انداز میں ہے تو اس کی تشریح پہلے احادیث میں تلاش کرنی چاہیے۔ وہاں نہ ملے تو سیرت و سوانح کی کتابیں پڑھنی چاہییں اور اگر ان کتابوں میں بھی نہ ملے تو تاریخِ عالم کی کتابیں پڑھنی چاہییں۔

سیرت کی جامعیت

سرکارِ دوعالم، فخرِ بنی آدم، رسول الثقلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں بلکہ ایک عالمگیر اور بین الاقوامی سیرت ہے جو کسی شخصِ واحد کا دستورِ زندگی نہیں بلکہ جہانوں کے لیے ایک مکمل دستورِ حیات ہے۔ جُوں جُوں زمانہ ترقی کرتا

چلا جائے گا اُسی حد تک انسانی زندگی کی استواری و ہمواری کے لیے اس سیرت کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی جائے گی۔

قرآنِ مجید کے مختلف مضامین اپنی اپنی نوعیت اور مناسبت کے مطابق سیرت کے مختلف الانواع پہلو ثابت ہوتے ہیں، قرآن میں ذات وصفات کی آیتیں آپ ﷺ کے عقائد ہیں اور احکام کی آیتیں آپ ﷺ کے اعمال، تکوین[1] کی آیتیں آپ ﷺ کا استدلال[2] ہیں اور تشریح کی آیتیں آپ ﷺ کا حال، خدمتِ خلق کی آیتیں آپ ﷺ کی عبدیت ہیں اور کبریاءِ حق کی آیتیں آپ ﷺ کی نیابت، اخلاق کی آیتیں آپ ﷺ کا حسنِ معیشت ہیں اور معاملات کی آیتیں آپ ﷺ کا حُسنِ معاشرت، قہر وغلبہ کی آیتیں آپ ﷺ جلال ہیں اور مہر ورحمت کی آیتیں آپ ﷺ کا جمال ہیں ، تجلیاتِ حق کی آیتیں آپ ﷺ کا مشاہدہ ہیں اور ابتغاء وجہ اللہ کی آیتیں آپ ﷺ کا مراقبہ، ترکِ دنیا کی آیتیں آپ ﷺ کا مجاہدہ ہیں اور احوالِ محشر کی آیتیں آپ ﷺ کا محاسبہ، قصص اور اِمثال کی آیتیں آپ ﷺ کی عبرت[3] ہیں۔ غرض کسی بھی نوع کی آیت کو دیکھیں وہ آپ ﷺ کی کسی نہ کسی پیغمبرانہ سیرت اور مقام نبوت کی تعبیر کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

آج اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے دیندار اور خدا پرست ہوں، جن میں بے راہ روی، بد اعتقادی اور اُصول سے آزادی نہ ہو تو ہمیں رسول ﷺ کی سیرت کو ہر اعتبار سے اپنانا ہو گا۔

مطالعہ ٔسیرت کی اہمیت

---

[1] تکوین کے معنی (پیدا کرنا، وجود مین لانا) مولوی فروز الدین، فروزاللغات، مطبوعہ: فروز سنز، لاہور، پاکستان، ص:103

[2] استدلال کے معنی (دلیل دینا) مولوی فروز الدین، فروزاللغات، مطبوعہ: فروز سنز، لاہور، پاکستان، ص:93

[3] عبرت کے معنی (نصیحت پکڑنا) مولوی فروز الدین، فروزاللغات، مطبوعہ: فروز سنز، لاہور، پاکستان، ص:942

سیرتِ طیبہ ﷺ کا مطالعہ سعادت ہے۔ اس موضوع پر دل کی حضوری، احتیاط پسندی اور آخرت میں جواب دہی کے کڑے احساس کے ساتھ پڑھنا بڑے نصیب کی بات ہے۔ اس کی ایک اور واضح ناقابلِ انکار اہمیت یہ ہے کہ نبی ﷺ کی اتباع اور پیروی کے بغیر دین اسلام پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔ کوئی مومن، اسلام کے اوّلین حکمِ اقامتِ صلوٰۃ پر بھی عمل نہیں کر سکتا اگر آپ ﷺ کی قولی و عملی تعلیم اس کے سامنے نہ ہو (یعنی احکام الٰہی کی تکمیل سیرت رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں ہے)۔

داعیانِ حق اور اقامتِ دین کی جدوجہد میں حصہ لینے والوں کے لیے اس کی مخصوص اہمیت یہ ہے کہ اس کے بغیر وہ یہ مہم سر نہیں کر سکتے کیوں کہ اقامتِ دین کا آخری نمونہ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں موجود ہے۔ اگر اس کو نگاہوں سے اُوجھل رکھا جائے تو اقامتِ دین کی جدوجہد کسی اور سمت مڑ جائے گی اور مڑنے والوں کو اس کا شعور بھی نہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے آپ ﷺ کی سیرت کو قیامت کے لیے "واجب العمل" اُسوہ حسنہ کی حیثیت دے دی ہے:

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا ﴿٢١﴾ (الاحزاب ۳۳:۲۱)

اور تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں ہی بہترین نمونہ ہے۔ اِن کے لیے جو اللہ کی ملاقات اور روزِ آخرت کی توقع رکھتے ہیں، اور اللہ کو زیادہ یاد کرتے ہیں۔

مطالعہ ٔسیرت کی اہمیت کے پیشِ نظر یہ آیت بے حد قابلِ غور ہے اور ضروری ہے کہ بحیثیت مسلمان! احکام الٰہی پر عمل کرنے کا سب سے بہترین طریقہ رسول ﷺ کی ذات و اعلیٰ صفات سے ہی ممکن ہے اس بات کی ہر زمانہ گواہی دیتا ہے کہ ہر انسان کامیابی حاصل کرنے کا بہترین اور کامل نمونہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی موجود ہے، بالخصوص داعیِ حق یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اُن کے لئے دعوتِ حق کے ہر موڑ پر آپ ﷺ کی زندگی سے روشنی حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ ہم اس آیت کریمہ کے چند پہلوؤں پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

سب سے پہلی چیز جو سامنے آتی ہے وہ اس آیت کا موقع و محل اور اس کا پس منظر ہے۔ موقع و محل

غزوہ احزاب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس غزوہ کی اہمیت یہ ہے کہ پوری سورہ کا نام ہی "الاحزاب" رکھ دیا گیا ہے۔ اس غزوہ کی خصوصیت یہ ہے کہ قبیلہ ٔقریش و دیگر قبائل اور یہودیوں کی متحدہ و مشترکہ طاقت (Allied Forces) نے مدینہ منورہ کی چھوٹی سی بستی پر یلغار کی تھی۔ یہ بات عرب کی تاریخ میں بالکل نئی تھی کہ اس طرح کی متحدہ مشترکہ طاقتوں نے کسی بستی پر حملہ کیا ہو۔ یہ صرف اُن کی اسلام دشمنی تھی، جس نے سب کو متحد کر دیا تھا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ تمام غیر اسلامی طاقتیں خواہ ان کے درمیان باہمی اختلافات کتنے ہی شدید ہوں اسلام کے خلاف متحد ہو جاتی ہیں۔ آج بھی یہ حقیقت کھلی آنکھوں سے دیکھی جارہی ہے۔

اس انتہائی خطرناک موقع پر منافقین نے جو روش اختیار کی تھی اس پر ان کی بزدلی پر غیرت دلانے کے لیے سرورِ عالم ﷺ کا اسوہ حسنہ پیش کیا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصلاً یہ آیت میدانِ جہاد کے تعلق سے نازل ہوئی تھی اور کش مکشِ حق و باطل میں آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ کو پیش کیا گیا تھا۔ لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں، اس لیے زندگی کے ہر شعبے میں آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ہمارے لیے اُسوہ حسنہ ہے۔ جو لوگ صرف نماز، روزہ اور مخصوص اوقات کے ذکر و تسبیح میں آپ ﷺ کے اُسوہ پر عمل کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی کامل اتباع کرلی۔ وہ غلط سمجھتے ہیں اور ان کی پیروی ناقص ہے۔

دوسری چیز جو آیت کے اندر ہے وہ یہ ہے کہ ہر مدّعی آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں:

(۱) اللہ پر ایمان

(۲) آخرت پر ایمان

(۳) ذکرِ الٰہی کی کثیر

ایمان وہ نہیں ہے، جس کے مدعی منافقین بھی تھے بلکہ مخلصانہ زندگی وہ مضبوط ایمان ہے کیونکہ آپ کی زندگی کے ہر پہلو میں اخلاص نمایہ نظر آتا ہے۔

ذکرِ الٰہی کی کثیر (بہت زیادہ اور ہمیشہ ذکرِ الٰہی کرنا) ذکر ہی وہ چیز ہے، جو ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر (آخرت کے دن پر ایمان) کو تازگی اور تقویت بخشتا ہے اور جس کا تعلق پوری زندگی سے ہے۔
تیسرا پہلو یہ ہے کہ یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے اسوہ کو بھی "سورۃ الممتحنہ" کی دو آیتوں میں مومنوں کے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے اور اس کی ایک آیت میں تو الفاظ بھی تقریباً یہی ہیں، جو سورۃ الاَحزاب کی اس آیت کے ہیں۔

پہلی آیت یہ ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ (الممتحنۃ ۶۰:۴)

تم لوگوں کے لیے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

دوسری آیت یہ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۧ (الممتحنۃ ۶۰:۶)

اُنہی لوگوں کے طرزِ عمل میں تمہارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے اچھا نمونہ ہے، جو اللہ اور روزِ آخر کا اُمیدوار ہو۔ اس سے کوئی منحرف ہو تو اللہ بے نیاز ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔
اس وقت ان آیتوں پر مفصل گفتگو کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مطالعۂ سیرت کی اہمیت کے پیشِ نظر اِن آیتوں کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

مطالعۂ سیرت کا مقصد

مطالعۂ سیرت کے مقصد کی تعین بھی اتنی ہی اہم ہے، جتنی مطالعۂ قرآن کے مقصد کی تعین اہم ہے جیسا مقصد ہو گا اسی کے لحاظ سے اس کا مطالعہ اور اس سے استفادہ بھی ہو گا۔ اگر کوئی محدود مقصد ہو تو اسی کے اعتبار سے سیرت کا مطالعہ بھی محدود ہو گا اور اس سے استفادہ بھی۔
فرض کیجیے کہ کسی شخص کا مقصد صرف یہ جاننا ہو کہ نبی ﷺ پانچ وقتوں اور تہجد کی نمازیں کتنی اور کس

طرح ادا فرماتے تھے؟ سو کر اُٹھتے تو کیا کرتے تھے؟ مختلف اوقات میں کیا دُعائیں مانگتے تھے اور آپ ﷺ کی نشست و برخاست کیسی تھی؟ تو وہ انہی چیزوں کے مطالعہ کو اہمیت دے گا اور ان سے ہی استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

حضور ﷺ کی تبلیغ دین کی کوششوں، سفر طائف کی صبر آزمائشوں، بدر و حُنین کی جنگوں اور کش مکشِ حق و باطل کی مزاحمتوں کے مطالعہ سے اِس کو کوئی حقیقی دل چسپی نہ ہو گی، تو سیرت کے اس حصے پر عمل اور اس سے استفادے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر وہ شخص مقرر ہو تو زیادہ سے زیادہ ان چیزوں کو جلسۂ سیرت، مجالس وعظ کی زیبایش اور اپنی مقبولیت کے لیے استعمال کرے گا۔ اس کے برخلاف جو شخص اپنی پوری زندگی میں سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی کا خواہش مند ہو گا، تبلیغ اسلام کو فرض سمجھ کر اس میں لگا ہو گا، وہ نبی ﷺ کی پیدایش سے لے کر وفات تک پوری تاریخ کا اپنے مقصد کے لحاظ سے مطالعہ اور اس سے استفادہ حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔

سیرت نبوی ﷺ کا مقام:

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اس عہد میں بلکہ جب تک دنیا باقی ہے صاحب قرآن کی سیرت و حیات مقدس کے مطالعے سے بڑھ کر نوع انسانی کے تمام امراض قلوب و علل ارواح اور کوئی علاج نہیں۔ اسلام کا دایمی معجزہ اور ہمیشگی کی حجۃ اللہ البالغہ قرآن کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ صاحبِ قرآن کی سیرت ہے اور دراصل قرآن اور حیات نبوۃ معناً ایک ہی ہیں۔ قرآن متن ہے اور سیرۃ اس کی تشریح۔ قرآن علم ہے اور سیرت اس کا علم۔ (مولانا ابوالکلام آزاد، پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کے علمی پہلو، مطبوعہ: اسلامک فاؤنڈیشن جدہ، کراچی، پاکستان، 2000ء، ص: 9)

سیرتِ نبوی ﷺ کا امتیاز:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا یہ امتیاز ہے کہ ہر زبان، ہر زمانے میں اور سیرت کے ہر پہلو پر کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، آپ ﷺ کی سیرت کا ذکر جو قرآنِ کریم سے شروع ہوا ہے، قیامت تک جاری رہے گا۔ ان شاءاللہ!

(ششمائی السیرۃ عالمی، شمارہ:5، ربیع الاول 1422 ہجری، مئی 2001ء، موضوع: کتب طبقات، تاریخ اور اسماء الرجال میں سیرت نگاری کا منہج، مصنف: ڈاکٹر سہیل حسن، مطبوعہ: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، ص:181)

آثارِ صحابہ میں اس کا استعمال:

سیرۃ کا لفظ آثارِ صحابہ میں بھی مستعمل ہوا ہے مسند احمد بن حنبل میں ہے:

قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَعَمِلَ بِعَمَلِهِ وَسَارَ بِسِيرَتِهِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى ذٰلِكَ فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا وَسَارَ بِسِيرَتِهِمَا حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى ذٰلِكَ. (مسند احمد: 1055)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ذکر فرمایا کہ جب رسول اکرم ﷺ وفات پا گئے تو آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب کئے گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ جیسے کام کئے اور آپ ﷺ کی سیرت پر چلے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ فقت ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلفیہ منتخب کئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں جیسے کام کئے اور ان کی سیرت پر چلے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو بھی قبض کر لیا۔

اسی مسند ابن حنبل کی دوسری روایت ہے:

عن أبي وائل، قال: قلت لعبد الرحمن بن عوف: كيف بايعتم عثمان وتركتم عليا؟ قال: ما ذنبي؟ قد بدأت بعلي، فقلت: أبايعك على كتاب الله وسنة رسوله، وسيرة أبي بكر وعمر، قال: فقال: فيما استطعت، قال: ثم عرضتها على عثمان، فقبلها.(مسند احمد: 557)

ترجمہ: حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کیوں کی؟ انہوں نے کہا کہ اس مین میرا کوئی قصور نہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور سیرت ابو بکر و عمر پر تمہاری بیعت کرتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں حسب استطاعت ذمہ داری نبھاؤنگا پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہی بات کی تو انہوں نے اسے تسلیم کرلیا۔

پہلی حدیث میں سار بسیرتہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جبکہ دوسری حدیث میں سیرۃ ابی بکر کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

فہم سیرتِ رسول ﷺ کی ضرورت:

فہم سیرت کا علم بڑا ہی اشرف واعلیٰ ہے۔اس میں اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ نگارخانہ واقعات کے ماورااس رشتہ حکمت کو تلاش کیا جائے جس کا کار نبوت سے گہرا تعلق ہے،جو نبی کی پوری زندگی میں کار فرما نظر آتا ہے،اس سے علم و حکمت کو جلا ملتی ہے،ایمان و یقین میں تازگی آتی ہے،صبر واستقامت میں اضافہ ہوتا ہے،نگاہ دور رس اور حقیقت پسند ہو جاتی ہے،حاصلہ بلند ہوتا ہے،اعمال میں نکھار آجاتا ہے۔غرض یہ کہ پھر ایک نئے جذبے سے انسان سرگرم عمل ہوجاتا ہے۔(پروفیسر سید محمد سلیم،اذکارِ سیرت ﷺ، مطبوعہ: زاریہ اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، ص:27)

سیرت رسول ﷺ کی ایک جھلک:

رسول اللہ ﷺ بچپن ہی سے غیر معمولی کردار اور اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔ نبوت سے پہلے کی ساری زندگی تمام برائیوں سے پاک تھی، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے، آپ ﷺ کی ذات میں سچائی، ایمانداری اور اعلیٰ درجہ کا اخلاق، صبر وفصاحت وبلاغت اور خوش بیانی اس طرح جمع ہوگئی تھی کہ عالمِ شباب ہی میں آپ ﷺ نے صادق اور امین کا لقب پالیا تھا۔

انسانیت کے لئے اُمید کی شمع:

اس دنیا میں آنے والے ہر انسان کو کبھی نہ کبھی، کسی نہ کسی شخصیت کے اتباع کرنے کی ضرورت پڑھ جاتی ہے، وہ کسی شخصیت سے متاثر ہوکر اُس کی طرح بنے کی کوشش کرتا ہے، اکثر ضرورت پڑھنے پر اُس وقت کی مشہور ومعروف شخصیت کی طرح بننے کی کوشش کرنے لگتا ہے، وہ یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ جو مشہور ومعروف شخصیت ہے، اس کا طریقہ کار اپنانے سے میں بھی مشہور ہو جاوں گا مجھے سب کچھ مل جائے گا، میں ہر تکلیف سے آزاد ہو جاوں، میرے لئے خوشیاں ہی ہوں گئیں۔ میرے آس پاس آسانیاں ہی آسانیاں ہوں گی، مجھے کسی مشکل، پریشانی، اور آزمائش کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا، وہ عموماً اس بات کا دھیان نہیں رکھ پاتا اور کبھی اُسے کسی کی طرف سے یہ بتایا بھی نہیں جاتا ہے کہ زندگی میں ہر باقیدِ حیات انسان کو تکالیف سامنا کرنا پڑھتا ہے۔ ہر ایک کی زندگی میں کوئی نہ کوئی، کچھ نہ کچھ چیلنج ضرور ہوتا ہے۔ اگر کسی کی زندگی اُسے ان تمام چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے اپنی زندگی میں تمام معاملات کو اچھے سے ادا کرنا سکھا دے تو یہ اُس کی زندگی کا سب سے بڑا حاصل ہوتا ہے۔

دنیا میں بے شمار شخصیات گزری ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی کے بے شمار چیلنجز کا بڑے اچھے سے سامنا کیا اور اپنی زندگی میں کامیاب ہوگئے۔ اُن سب کی زندگیوں میں ہمارے لئے بے شمار ہدایات موجود ہیں، لیکن کامل اور اکمل کامیابی جو دنیا اور آخرت کی عظیم کامیابی ہے وہ صرف اور صرف حضور ﷺ کی زندگی کو اپنانے سے ہی ملتی ہے۔

آج دنیا میں بالخصوص ہمارے ملک پاکستان میں میڈیا پر آنے والی مختلف شخصیات کو قابل تقلید سمجھا جاتا ہے آج ہماری قوم کا یہ بھی المیہ ہے کہ میڈیا کو دیکھ دیکھ کر ہم اس شعور کو کھو چکیں ہیں کہ کس شخص کی اتباع کرنی چاہیے اور کس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں یہ سوچنے کی توفیق بھی نہیں ملتی ہے کہ جس شخصیت کو ہم اپنا رہے ہیں، کیا وہ سیدھی راہ کا مسافر ہے؟ یا پھر غلط اعمال کے طفیل وہ مشہور و معروف ہوا ہے، ایسی کسی بھی بات کی کوئی فکر نہیں کی جاتی۔ اسی لئے ہمارے اس معاشرے میں کوئی کسی گانے والے کو پسند کرتا ہے تو کوئی کسی فلم اسٹار کی طرح بننا چاہتا ہے، غرض یہ ہے کہ کسی بھی بے معنی اور لایعنی (یعنی جس کی زندگی کا کوئی مقصد ہی نہ ہو) سے متاثر ہو کر اُس کی طرح بننے کی کوشش کرتے ہیں، اُسی کی طرح کا اسٹائل اختیار کر لیتے ہیں، جس کے نتیجہ میں ہمارے اس معاشرے میں بے غرض اور بے مقصد زندگی گزارنے والے کثرت سے نظر آتے ہیں، جن کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں؟ انہیں کہا جانا ہے اور اُن کی زندگی کا مقصد کیا ہونا چاہیے۔

آج ہمارے اس معاشرے کا ایک اور المیہ یہ ہے کہ اپنی ناکامی اور بربادی کی سزا اپنی اولادوں کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً جس گھر میں اور جس ماحول میں بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو وہاں کی مقدس، محترم اور معتبر شخصیت کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اُس کو کچھ سوچنے یا غور و فکر کرنے کا موقع ہی نہیں دیا جاتا کہ وہ اپنی رہنمائی کے لئے خود کسی شخصیت کا انتخاب کرے۔ اُس کو رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کی ایک جھلک سے بھی آشنا ہی نہیں کروائی جاتی۔ اس طرح وہ اپنی بیشتر عمر ایسے ہی گزار دیتا ہے۔ بعد میں جب اُس کو معلوم ہوتا ہے تو اُس کے پاس افسوس کرنے کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ یعنی ہمارے معاشرے انفرادی اور اجتماعی طور پر کوئی نظام ہی نہیں ہے جو جس طرح چاہتا ہے۔ اپنی دولت کی بنیاد پر معاشرے میں اپنا مقام و مرتبہ بنا لیتا ہے اور اُس کے آس پاس اُس کی اتباع بھی کرنے والے بھی جمع ہو جاتے ہیں۔ تاریخ انسانی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ حضور ﷺ جس معاشرے میں تشریف لائے، وہاں پر برائی کرنا بہت آسان تھا، برائی کرنے پر فخر محسوس کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اُس معاشرے میں رہ کر کبھی بھی برائی کا جواب برائی سے نہیں دیا

بلکہ لمحہ لمحہ اچھے اوصاف کا مظاہرہ کرتے رہے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اچھے اوصاف نے چند ہی دنوں میں برائی پر فوقیت حاصل کرنا شروع کر دی اور معاشرے کے انتہائی بُرے افراد بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ کو خالق کائنات کی طرف سے اعلان نبوت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ کوہِ صفاء پر کھڑے ہو کر معاشرے کے تمام افراد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے تمہارا دشمن تم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے تو کیا تم میرے اس بات پر یقین کروں گے تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے محمد ابن عبد اللہ ہم آپ کی بات پر یقین کریں گے۔ آپ ﷺ نے پھر سوال کیا کہ کیوں تم نے تو اُس لشکر کو نہیں دیکھا تم تو اُسے جانتے ہی نہیں؟ انہوں نے کہا" اے محمد ابن عبد اللہ ہم میں سے کسی نے اُس لشکر کو نہیں دیکھا لیکن آپ کو دیکھا ہے ایک سال نہیں بلکہ چالیس سال دیکھا ہے، آپ ﷺ نے کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیا، کبھی کسی سے جھوٹ نہیں بولا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بغیر دیکھے میرے کہنے پر اُس لشکر کو مان رہے ہو تو میرے کہنے پر اُس عظیم خالق کو مان لو جو حقیقتاً ہم سب کا خالق و مالک ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا ایک ایک گوشہ ہر زمانے میں دنیا کے سامنے ایک عظیم نظام پیش کرتے ہوئے نظر آرہا ہے۔

پروفیسر محمد عبد الجبار شیخ اپنی کتاب کمالات سیرۃ النبی ﷺ میں لکھتے ہیں:

ہمارے رسول ﷺ خاتم الانبیاء بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے سایہ ء عاطفت میں ایک ایسا ابدی اور آفاقی نظام دنیا والوں کو ملا ہے جو ہر عصر اور ہر دور کے لئے راہنما ہے اور جس کے اندر ہر زمانہ کے واسطے مکمل اور جامع اُصول موجود ہیں۔ اُن اُصول و ضوابط کی تشریح و تفسیر کے لئے اور اُن پر مبنی پیغامِ جاودانی کے تعارف کے لئے ایک دو دِن نہیں، صدیاں درکار ہیں۔ پھر بھی حضرت ﷺ کی تعلیمات کا بیان مکمل نہ ہو سکے۔ تاہم وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم عصرِ حاضر کے تناظر میں نبی پاک کی تعلیمات میں سے اُن زاویوں کی خوشہ چینی کریں، جو دورِ جدید کے انسانوں کے لئے عمل کا پیغام بن کر اُبھریں کہ جن کی بنیاد پر ہم دنیا والوں پر اُجاگر کر سکیں کہ ہمارے زندہ و جاوداں نبی کے بتائے ہوئے

متحرک اور زندگی وجاوید اُصول و ضوابط آج بھی دُکھی انسانیت کے لئے اُن کے مصائب و آلام کا مکمل اور آخری مداوا ہیں۔ دورِ جدید کا انسان اُن کو اختیار کر کے یقیناً سُکھ اور چین کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔

(پروفیسر محمد عبد الجبار شیخ، کمالات سیرۃ النبی ﷺ، مطبوعہ: ادارہ تعلیمات سیرۃ سیالکوٹ، لاہور، ص:59)

انسانیت آج بھی اسی در کی محتاج ہے:

سیرت نبوی ﷺ انتہائی پاکیزہ اور بلند پایہ موضوع ہے، یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام سے آج تک اس موضوع پر لکھنے لکھانے اور پڑھنے پڑھانے کا بڑا اہتمام ہوتا آیا ہے۔اس دنیا میں بہت سے بڑے بڑے نامور آدمی پیدا ہوئے اور انہوں نے بہت کارہائے نمایاں سر انجام دیئے لیکن ساری دنیا جانتی ہے کہ ان میں ہر ایک کا دائرہ محدود تھا اور ان میں کسی کی زندگی ایسی نہیں تھی کہ جو ہمیشہ سارے عالم کے انسانوں کے لیے نمونہ بن سکے۔ اگر کوئی بہت اچھا فاتح تھا، تو ظلم سے اس کا دامن پاک نہ تھا۔اگر کوئی اچھا مصلح اور معلّمِ اخلاق تھا، تو قائدانہ صلاحیت اور اخلاقی جرأت سے محروم تھا۔روحانیت کا دلدادہ تھا، تو عملی زندگی سے نا آشنا اور دنیا کے نشیب و فراز سے بے خبر تھا۔ صرف نبی کریم ﷺ کی ایسی ذات ہے کہ جو عام اجتماعی دائرہ سے لے کر زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے گوشے تک ہر چیز کے لیے، قیامت تک کے لیے رہنمائی موجود ہے۔بلاشبہ دنیا کی تاریخ میں عہد نبوی ﷺ سیاسی، دینی اور اقتصادی اعتبار سے ممتاز ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت پر عہد نبوی ﷺ سے لے کر آج تک بے شمار لکھنے والوں نے مختلف انداز میں لکھا ہے اور لکھ رہے ہیں۔ سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں پر سیرت نگاروں نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق کاوشیں کیں۔ کتب احادیث بھی آپ ﷺ ہی کے کردار کا مرقع ہیں۔ عبادات و معاملات، عقائد و غزوات اور محامد و فضائل، کونسا باب اور فصل آپ ﷺ کے تذکرے سے مزین نہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات پاکیزہ سے متعلق صدہا مصنفینِ اسلام نے قابل قدر تصانیف اس کثرت سے لکھی ہیں کہ آج تک کسی علمی یا ادبی موضوع پر اس قدر

سیر حاصل کتابیں نہیں لکھی گئیں۔ سیرت مقدسہ کی ان کتابوں میں مصنفین نے جہاں نبی کریم ﷺ کی پاک زندگی کے مختلف گوشوں پر پوری شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، اسی کے ذیل میں انہوں نے آپ ﷺ کے ان فرامین مکاتیب عالیہ کا بھی ذکر کیا ہے جو مختلف حالات کے زیر اثر دنیا کے مختلف حصوں میں ارسال کئے گئے غرضیکہ سیرت مقدسہ کی کوئی تصنیف مکاتیب النبی ﷺ سے خالی نہیں۔

وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان، دنیا کے نقشے پر مدینہ منورہ کے بعد پہلی نظریاتی ریاست ہے جو اسلام کے عملی اُصولوں کی نفاذ کے لیے وجود میں آئی، مگر کچھ عناصر اس ریاست کے اسلامی تشخص کو مٹانے کے لیے نت نئے طریقوں سے حملہ آور ہوتے رہتے ہیں، حال ہی میں انہیں ناموس رسالت ﷺ کی توہین کے قانون کی تبدیلی کا بخار چڑھا ہے تاکہ ایک لادین اور قادیانیت نواز معاشرہ قائم ہو سکے۔ لیکن الحمدللہ ملک کے دین دار طبقے نے ان درپردہ عناصر کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملا دیا اور دعا ہے کہ آئندہ بھی ان عناصر کے مذموم مقاصد کی باریک بینی سے مجاہدانہ پیچھا کیا جائے گا تاکہ وہ اپنے ناپاک عزائم میں ہمیشہ کی طرح ناکام ونامراد رہیں۔

اُمتِ مسلمہ کی سیرت سازی:

لہٰذا دورِ حاضر کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے، سیرت مطہرہ کے عملی پہلو کو ہر زاویہ زندگی میں اُجاگر کیا جائے۔ اور کلیاتِ دین کے ساتھ ساتھ جزئیاتِ عمل میں بھی اُمتِ مسلمہ کی سیرت سازی کا بیڑہ اُٹھایا جائے، تاکہ متّبعینِ سنت کی ایک ایسی جماعت تیار کھڑی ہو جائے۔ جو سیرتِ پاک ﷺ کا خالص نمونہ بن کر اُبھرے کہ اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد کو سیرتِ نبی ﷺ کا پیکر بنا دے۔ اور جو کہے وہ کر کے دکھا دے، بلکہ قول سے پیشتر عمل کا پریکٹیکل سامنے رکھ دے، تاکہ ہر کسی کو کم کہنے اور زیادہ کرنے کی تربیت حاصل ہو۔ (پروفیسر محمد عبدالجبار شیخ، کمالات سیرۃ النبی ﷺ، مطبوعہ: ادارہ تعلیمات سیرۃ سیالکوٹ، لاہور، ص:59)

سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کیسے کریں؟

انسان کی ہدایت کا سب سے مؤثر پہلو"سیرت "ہے جس سے انسان بغیر کسی مشکل کے زندگی گزارنے کے طریقے سیکھتا ہے اور بآسانی اپنے عمل میں شامل بھی کرلیتا ہے اس بات کے آپ بھی شاہد ہیں کہ بچہ بچپن سے بہت سی شخصیتوں کو دیکھتا ہے اور بآسانی اُن کو اپنانا شروع کر دیتا ہے۔اُس عمر میں اُس کے پاس کوئی چیک کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ ہر کردار کو چیک کرے کہ کیا میرے لئے بہتر ہے اور کیا میرے لئے تباہی اور بربادی کا سبب بن سکتا ہے؟؟اُس کے پاس یہ سوال ہی نہیں ہوتا کہ وہ اس سوال کے ذریعے پوچھ سکے کہ کس شخصیت کو اپنانا چاہیے اُس وقت اُس کے لئے اُس کے والدین کا کردار بڑی اہمیت رکھتا ہے وہ اپنے بچے کی رہنمائی کرتے ہیں اور بہترین سے بہترین شخصیتوں کو اُس کے سامنے پیش کرتے ہیں جن سے اُس کے رویے خود بخود بہتر ہوتے چلے جاتے ہیں ،اُس کو بہت سے ایسے میدان نظر آتے ہیں جن میں اخلاص سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے بعض والدین اِس کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو اچھے بُرے کی پہچان کرواتے ہیں، پھر اُس کی نگرانی بھی کرتے ہیں کہ یہ کہیں غلط راستے کا انتخاب نہیں کرلے لیکن حضور کی سیرتِ طیبہ سے بے خبر اور لاعلم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی پوری زندگی نہ خود رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر عمل کرپاتے ہیں اور نہ اپنی اولاد کو رسول ﷺ کی سیرت سے آگاہ کرپاتے ہیں نتیجۃً وہ اس دنیا سے متاثر ہوجاتے ہیں اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دے دیتے ہیں، عموماً ہمارے معاشرے میں کم علمی کی وجہ سے بہت سے ایسے کردار بچوں کے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں جو تباہی، بربادی اور گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں بعد میں پھر والدین پریشان ہوتے ہیں کہ کاش ہم اُس وقت صحیح راہ کا انتخاب کرتے اور اُس کردار کو اِن کے سامنے پیش کرتے جو ہر زمانے میں تمام انسانیت کے لئے کامیابی کا ضامن ہے۔آج بالخصوص مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بہترین شخصیت کی تمام معلومات ہوتے ہوئے بھی ہم ہر دنیاوی کردار کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید کامیاب ہوجائیں اس کی سب سے بڑے وجہ اسلام سے دوری ہے، سیرت طیبہ ﷺ کا ہر گوشہ اپنے اندر کامیابی کی وسعتوں کو رکھے ہوئے ہے، اس کی مثال

اس طرح ہے کہ اللہ کی عبادت صرف مسلمان کو ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے لیکن سیرت رسول ﷺ ہر انسان کو فائدے مند ہے۔
انسان کے لئے کسی بھی چیز کو درجہ بدرجہ سمجھنا آسان ہوتا ہے تو سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ کرنے کے لئے اس کو دو درجوں میں تقسیم کر رہا ہوں۔
سیرتِ نبوی ﷺ کے دو بڑے حصے ہیں: ایک کا تعلق آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے ہے اور دوسرے کا تعلق اس دین، اس نظام اور اس پیغام سے ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعہ انسانوں تک پہنچایا اور جس پر آپ نے خود عمل کر کے دکھایا۔
آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے متعلق یہ کچھ نوعیتیں ہیں:
ایک یہ کہ آپ ﷺ کہاں پیدا ہوئے؟ کب پیدا ہوئے؟ آپ ﷺ کا تعلق کس خاندان سے ہے اور نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے سوانح حیات کیا ہیں؟ نیز یہ کہ ظہور قدسی کے وقت جزیرۃ العرب کے بالخصوص اور پوری دنیا کے بالعموم حالات کیا تھے؟ اللہ ربّ العزت نے اپنے آخری رسول ﷺ کو بحیثیت رسول کیا مقام عطا فرمایا ہے؟ سیرتِ نبوی ﷺ کی وسعت کا عالم یہ ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ اس کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ وہ ایک مکمل اور ہمہ گیر ضابطۂ حیات ہے۔

استفادے کا طریقہ

- ❖ میں سمجھتا ہو کہ پہلی کوشش مطالعہ سیرت کی اس طرح کرنی چاہیے کہ ہر کتبِ سیرت کی فہرست کو غور سے پڑھ لیا جائے اور یہ جلدی بھی ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تمام موضوعات جب آپ کی نظر سے گزرے تو آپ کا دل چاہے کہ سیرت کہ ہر گوشے کا مطالعہ کیا جائے۔ (یہ طریقہ شوقِ مطالعہ پیدا کرنے کے لئے بہترین ہے)
- ❖ میرے استاد علامہ مولانا عابد حسین مد ظلہ العالی فریا کرتے تھے کہ آپ جب بھی کسی کتاب کا مطالعہ کریں تو اُس کتاب کو دیکھ کر اندازا کر لیں کہ یہ 300 یا 400 یا 1000 صفحات کی کتاب آپ کتنے دن میں ختم کر لیں گے۔ حود سے سوال کریں کیونکہ آپ خود اپنے آپ کو سب سے

زیادہ جانتے ہیں، اپنے مطالعہ کی رفتار کو سامنے رکھتے ہوئے آپ خود اندازا لگالیں گے کہ اس کتاب کا مطالعہ آپ کتنے دن میں ختم کرلیں گے۔ پھر آپ کا جو اندازا ہو وہ ختم کرنے والے دن کی تاریخ اور شروع کرنے والے دن کی تاریخ اپنے پاس نوٹ کرلیں۔ اُس کا فائدہ یہ ہو گا کہ کیسی بھی سُستی ہو آپ یہ چاہیں گے کہ میری لکھی ہوئی بات غلط نہیں ہونی چاہیے۔ آپ محنت کریں گے۔ آپ اس کے لئے ٹائم نکالیں گے اور آپ کے مقررہ وقت اور تاریخ پر یہ کتاب ختم ہوجائے گی۔

استفادے حاصل کرنے کے دو حصے ہیں: علمی اور عملی۔ علمی طریقے کی تفصیل اُوپر گزر چکی ہے۔ عملی طریقہ یہ ہے کہ دین سے تعلق رکھنے والے ہر معاملے میں نبی اکرم ﷺ کے قول اور عمل کو سامنے رکھ کر اس پر اُسی طرح عمل کیا جائے، جس طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اور خود اس پر عمل کرکے دیکھایا۔ انسان کے ظاہر و باطن کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کی قولی و عملی تعلیم سیرتِ نبوی ﷺ میں موجود نہ ہو۔

قرآنِ کریم نے تکمیل دین اور اتمامِ نعمت کا اعلان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسانی نجات و فلاح اور انسان کے روحانی ارتقا سے متعلق کوئی چیز چھوڑی نہیں گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاد میں بھی بات واضح فرمادی ہے۔ میں صرف ایک حدیث کے ایک جامع حصے کا ترجمہ یہاں پیش کرتا ہوں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو تمہیں جنّت سے قریب اور دوزخ سے دُور کرتی ہو، اِلا یہ کہ میں نے تمہیں اس کا حکم دے دیا ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو تمہیں دوزخ سے قریب اور جنّت سے دُور کرتی ہو، اِلا یہ کہ میں نے اس سے تمہیں منع کر دیا ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر)

یہ حدیث امام بغوی نے "شرح السنہ" میں اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں روایت کی ہے اور ترتیب و الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی

مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا، ابو نعیم، حاکم اور ابن ماجہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔ یہ ایک عظیم الشان حدیث ہے۔

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی کتاب پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے ان شا اللہ جو پڑھیں گے یاد رہے گا:

دعا یہ ہے:

اللهم افتح علينا حكمتك والنشر علينا رحمتك يا ذوالجلال والا كرام

ترجمہ: اے اللہ ! ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما، اے عظمت اور بزرگی والے !(مستطرف ج۱، ص۴۰ دارالفکر بیروت)

مطالعے کا درست طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے پوری فہرست(Index) پڑھیں پھر اول تا آخر کتاب کا مطالعہ اسی انداز پر کریں کہ اہم نکات کوHighlight کریں یا کسی ڈائری میں صفحہ نمبر کے ساتھ نوٹ کر لیں، کتاب مکمل کر لینے کے بعد ان ہائی لائٹس یا نوٹ کیے ہوئے نکات کا مطالعہ کریں اور آخر میں دوبارہ فہرست کا مطالعہ کریں، یوں خلاصہ کتب آپ کے ذہن میں جائے گا۔

اس تفصیل سے ہمیں معلوم ہوا کہ سیرتِ نبویﷺ کا مطالعہ کیسے کیا جائے؟ آج کے اس پُر فتن دور میں ہمیں اپنے بچوں کو، اپنے نوجوانوں کو اور دوستوں کو سیرتِ نبویﷺ کی کتابوں کے مطالعے کی طرف توجہ دلانا چاہیے۔ سیرت کی کتابوں کو گھروں میں لانا چاہیے۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین!